HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: http://habibiaislamicus.com

Approved by HEC in Y Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY

Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

MUSLIM AND NON –MUSLIM RELATIONS' STUDY OF SOORI REGIME

مسلم اور غیر مسلم تعلقات سوری عہد کا خصوصی مطالعہ

AUTHORS:

1- *Dr. Sobia Khan, Assistant Professor.The Goyt Sadiq college and Women University Bahawalpur, Email ID: sobiakausar.khan@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-9128-2071*

2- *Dr Munazza Hayat , Associate Professor , Department of Islamic Studies B.Z.U.Multan, Email ID: muazzahayat@bzu.edu.pk Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-1928-2071*

3- *Dr. Mamnoon Ahmed Khan, Assistant Professor Department of International Relations Federal Urdu University, Karachi. Email: mamnoon.ahmad@fuuast.edu.pk Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-0348-3346*

How to Cite: *Khan, Sobia, Munazza Hayat, and Mamnoon Ahmed Khan. 2022. "MUSLIM AND NON –MUSLIM RELATIONS' STUDY OF SOORI REGIME: مسلم اور غیر مسلم تعلقات سوری عہد کاخصوصی مطالعہ ". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 6 (1):41-50. https://doi.org/10.47720/hi.2022.0601u04.*

URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/256

Vol. 6, No.1 || January –March 2022 || P. 41-50

Published online: 2022-03-30

QR. Code

MUSLIM AND NON –MUSLIM RELATIONS' STUDY OF SOORI REGIME

مسلم اور غیر مسلم تعلقات سوری عہد کا خصوصی مطالعہ

Sobia Khan, Munazza Hayat, Mamnoon Ahmed Khan,

ABSTRACT:
The Suri dynasty ruled the subcontinent for a total of 15 years with the four rulers. But this government of the Suri dynasty did not last long as neither the successors of Sher Shah Suri (1540-1545) nor his Pathan emperors who preferred their personal interest over higher interests proved worthy. Sher Shah belonged to the Pathan tribe of "Sur" so he became known in history as Sher Shah Suri. After Sher Shah Suri only his son Islam (Saleem) Shah Suri (1545-1554) succeeded ruled for nine years. Sher Shah Soori established his strong government in a short span of five years. By the time of his death, his government had been established in the entire northern subcontinent. This was no small task but there was a system of government on the basis of which the Mughals established their strong and lasting empire. Sher Shah Soori was a man of military prowess who did many useful things during his reign. As he measured the agricultural land of the whole country and fixed the levies, he improved the road system, and built major roads with four-mile distances, built inns, and planted shady trees. The management of the post office was so good that the news of Bengal reached the king on the third day. In order to improve income, one third of the revenue was taken and it was up to the farmers to decide whether to pay the tax in money or in kind of crop. He enacted a law that in the area where the robbery took place and the robbers were not arrested, all the property they had taken should be brought from the area where the robbery took place. As a result, the incidents of robbery ended. Sher Shah Soori treated Muslim and non-Muslims equally. He gave high positions to the non-Muslims and tried to maintain peace and order in the country. Many non-Muslims studied Persian and got government jobs in northern India like Deccan. Non-Muslims under the Suri era were not despised as foes; but they were given positions of responsibility.

KEYWORDS: *Soori Period, Muslim-Non-Muslim Relations, an Analytical Study*

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں جہاں مؤمنین مسلمین کے باہمی تعلقات پر جامع ہدایات ملتی ہیں وہیں غیر مسلموں کے ساتھ رویوں کو بھی عدل وانصاف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی ریاست میں تمام غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کو عقیدے، مذہب، جان ومال اور عزت و آبرو کے تحفّظ کی ضمانت حاصل ہوگی۔ وہ انسانی بنیاد پر شہری آزادی اور بنیادی حقوق میں مسلمانوں کے برابر کے شریک ہوں گے۔ قانون کی نظر میں سب کے ساتھ یکساں معاملہ کیا جائے گا، بہ حیثیت انسان کسی کے ساتھ کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔

جذیہ قبول کرنے کے بعد اور ان پر وہی واجبات اور ذمے داریاں عاید ہوں گی، جو مسلمانوں پر عاید ہیں، انہیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان تمام مراعات وسہولیات کے مستحق ہوں گے جن کے مسلمان ہیں۔

اگر وہ ذمہ قبول کرلیں، تو انہیں بتا دو کہ جو حقوق و مراعات مسلمانوں کو حاصل ہیں، وہی ان کو بھی حاصل ہوں گی اور جو ذمے داریاں مسلمانوں پر عاید ہیں وہی ان پر بھی عاید ہوں گی۔ قرآن میں ان غیر مسلموں کے ساتھ، جو اسلام اور مسلمانوں سے برسرپیکار نہ ہوں اور نہ ان کے خلاف کسی شازشی سرگرمی میں مبتلا ہوں، خیر خواہی، مروت، حسن سلوک اور رواداری کی ہدایت دی گئی ہے۔'اللہ تم کو منع نہیں کرتا ہے ان لوگوں سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک۔'اسلامی ریاست میں تمام غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کو عقیدہ، مذہب، جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت حاصل ہوگی۔ وہ انسانی بنیاد پر شہری آزادی اور بنیادی حقوق میں مسلمانوں کے برابر شریک ہوں گے۔ قانون کی نظر میں سب کے ساتھ یکساں معاملہ کیا جائے گا، بحیثیت انسان کسی کے ساتھ کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ جزیہ قبول کرنے کے بعد ان پر وہی واجبات اور ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو مسلمانوں پر عائد ہیں، انھیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان تمام مراعات وسہولیات کے مستحق ہوں گے، جن کے مسلمان ہیں۔

مذہبی آزادی: ذمیوں کو اعتقادات وعبادات اور مذہبی مراسم وشعائر میں مکمل آزادی حاصل ہوگی، ان کے اعتقاد اور مذہبی معاملات سے تعرض نہیں کیا جائے گا، ان کے کنائس، گرجوں، مندروں اور عبادت گاہوں کو منہدم نہیں کیا جائے گا۔

قرآن نے صاف صاف کہہ دیا:لاا کراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (البقرہ) دین کے معاملہ میں کوئی جبر واکراہ نہیں ہے، ہدایت گمراہی سے جدا ہوگئی۔

اگر ان کی عبادت گاہیں ٹوٹ پھوٹ جائیں، تو ان کی مرمت اور ان کی جگھوں پر نئی عبادت گاہیں بھی تعمیر کرسکتے ہیں۔عبادت گاہوں کے اندر انھیں مکمل آزادی حاصل ہوگیصدقات واجبہ (مثلاً زکوٰۃ عشر) کے علاوہ بیت المال کے محاصل کا تعلق جس طرح مسلمانوں کی ضروریات وحاجات سے ہے، اسی طرح غیر مسلم ذمیوں کی ضروریات وحاجات سے بھی ہے۔ حضرت ابو بکر کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید نے اہل حیرہ کے لیے جو عہد نامہ لکھا وہ حقوق معاشرت میں مسلم اور غیر مسلم کی ہمسری کی روشن مثال ہے:"اور میں یہ طے کرتا ہوں کہ اگر ذمیوں میں سے کوئی ضعف پیری کی وجہ سے ناکارہ ہو جائے، یا آفت ارضی وسماوی میں سے کسی آفت میں مبتلا ہو جائے، یا ان میں سے کوئی مالدار محتاج ہو جائے اوراس کے اہل مذہب اس کو خیرات دینے لگیں، تو ایسے تمام اشخاص سے جزیہ معاف ہے۔ اور بیت المال ان کی اور ان کی اہل وعیال کی معاش کا کفیل ہے۔ جب تک وہ دارالاسلام میں مقیم رہیں۔"

سوری خاندان نے کل پندرہ سال حکومت کی جس میں درج ذیل چار حکمران آئے۔

1۔ شیر شاہ سوری(1540۔1545)

2۔ اسلام شاہ سوری(1545۔1554)

3۔ محمد عادل شاہ سوری(1554۔1555)

4۔ سکندر شاہ سوری (1555)

سوری خاندان کی یہ حکومت زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی کیونکہ نہ تو شیر شاہ سوری کے جانشین لائق ثابت ہوئے اور نہ اس کے پٹھان امراء جو بلند تر مفاد پر اپنے ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے تھے۔ شیر شاہ پٹھانوں کے قبیلہ "سور" سے تعلق رکھتا تھا اس لیے وہ تاریخ میں شیر شاہ سوری کے نام سے مشہور ہوا۔ شیر شاہ سوری کے بعد صرف اس کے بیٹے اسلام (سلیم) شاہ سوری (1545۔1554) نے کامیابی سے نو سال حکومت کی۔ شیر شاہ سوری نے پانچ سال کے مختصر عرصہ میں اپنی مضبوط حکومت قائم کی۔ اس کی وفات کے وقت تک اس کی حکومت تمام شمالی برصغیر میں قائم ہو چکی تھی۔ یہ کوئی معمولی کام نہ تھا لیکن شیر شاہ سوری کا سب سے بڑا کارنامہ اس کا وہ نظام حکومت تھا جس کی بنیادوں پر مغلوں نے اپنی مضبوط اور پائیدار سلطنت قائم کی۔ شیر شاہ سوری عسکری صلاحیتوں کا حامل انسان تھا اس نے اپنے دور حکومت میں کئی مفید کام کروائے۔ جیسا کہ اس نے تمام ملک کی زرعی زمین پیمائش کرا کے لگان مقرر کیا، اس نے سڑکوں کے نظام کو بہتر کیا، اور بڑی بڑی سڑکیں بنوائیں جن کے چار، چار میل کے فاصلے کے کنارے پر سرائیں تعمیر کرائیں، اور سایہ دار درخت لگوائے ان سڑکوں میں سب سے مشہور سڑک وہ ہے جو ڈھاکہ سے پشاور تک جاتی ہے اور بڑی سڑک یا جرنیلی سڑک کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سڑک لاہور کے پاس سے گزرتی ہے۔ ان سڑکوں کی وجہ سے نہ صرف تجارت بڑھی بلکہ دیہات بھی الگ نہ رہے اور وہ بھی ان سڑکوں کی وجہ سے شہروں سے مل گئے ۔ڈاک کا انتظام اتنا اچھا تھا کہ بنگال کی خبر تیسرے روز بادشاہ کے پاس پہنچ جاتی تھی۔ کاشت کاروں کی آمدن میں بہتری کے لیے مالیہ پیداوار کا ایک تہائی لیا جاتا تھا اور کاشتکاروں کی مرضی پر یہ منحصر تھا کہ وہ لگان پیسوں کی صورت میں یا جنس کی صورت میں ادا کریں۔ شیر شاہ سوری نے ہندوؤں کے ساتھ نہایت مہربانی کا سلوک کیا۔ بہت سے ہندوؤں نے فارسی پڑھ پڑھ کر دکن کی طرح شمالی ہندوستان میں بھی دفاتر میں سرکاری نوکریاں حاصل کیں۔ شیر شاہ سوری نے مسلم اور غیر مسلم رعایا کے ساتھ یکساں سلوک کیا۔ غیر مسلموں کو اونچے عہدے دیئے اور کوشش کی کہ ملک میں امن و امان رہے اور لوگ خوشحال رہیں۔ سوری خاندان کے ماتحت ہندو سرداروں کو دوستوں یا دشمنوں کی حیثیت سے حقیر نہیں سمجھا جاتا تھا اور انہیں ذمہ داری کے عہدے دیئے جاتے تھے۔

شیر خان کا اصل نام فرید تھا، باپ کا نام حسن خان تھا۔ شیر خان 1486 میں پیدا ہوا۔ سلطان بہلول لودھی کے دور حکومت میں حسن سور کا باپ ابراہیم خان ملازمت کی تلاش میں افغانستان سے ہندوستان آیا۔ بنیادی طور پر یہ افغانی "روہ" کے رہنے والے تھے۔ یہ علاقہ وادی سندھ سے وزیرستان و چترال تک وسیع ہے اور اس کا بیشتر حصّہ اب پاکستان کے سرحدی علاقے میں داخل ہے۔ یہاں افغانوں کے مختلف فرقے آباد تھے جن میں سے ایک قبیلے کا نام سور تھا۔ اس فرقے والے خود کو سلاطین غور کی نسل سے بتاتے ہیں ایک روایت یوں بیان کی گئی ہے کہ ایک غوری شہزادہ محمد سوری اپنے وطن سے جلاوطن ہو کر کسی زمانے میں ان افغانوں میں آکر آباد ہو گیا۔ ایک افغان رئیس کو محمد سوری کا حسب و نسب معلوم ہو گیا باوجود اس کے کہ اس قوم میں غیر گھرانے میں لڑکی دینے کا رواج نہ تھا اس افغانی سردار نے اپنی بیٹی کو محمد

سوری سے بیاہ دیا۔ اس افغانی بیوی سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ سوری افغان کے نام سے مشہور ہے اس وجہ سے سوری قبیلہ کو تمام افغانی قبائل سے برتر سمجھا جاتا ہے۔[1]

فرید خان 1494 میں جونپور گیا اور وہاں عربی، فارسی اور تاریخ میں مہارت حاصل کی۔ اسی زمانہ میں اس کا باپ حسن خان جونپور گیا اور اسے واپس لے آیا اپنی جاگیر کا انتظام اس کے ہاتھ دے دیا۔ اس کے بعد فرید خان سلطان ابراہیم لودھی کے دربار جا پہنچا۔ ابراہیم اور بابر کی پانی پت کی لڑائی میں جب بابر کامیاب ہوا تو فرید خان بابر کی فوج میں ملازم ہو گیا لیکن ایک سال بعد وہ ملازمت چھوڑ کر وہاں سے بہار چلا گیا اور وہاں دریا خان لوہانی کے بیٹے بہادر خان کی ملازمت اختیار کر لی۔ جس نے بہار کو تسخیر کرنے کے بعد محمد شاہ کے نام کے تحت شاہی القابات اختیار کر لیے تھے۔ فرید خان نے چند ہی دنوں میں اس کا خصوصی قرب حاصل کر لیا۔ شیر کے مارنے پر فرید خان کو شیر خان کا خطاب ملا اور بعد میں وہ ہمیشہ کے لیے اسی نام سے مشہور ہو گیا پھر وہ سلطان محمد کے بیٹے جلال خان کا اتالیق مقرر ہوا۔[2]

سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان کا کم عمر بیٹا جلال خان تخت حکومت پر بیٹھا اور سلطان محمد کی بیوہ لاڈو ملکہ نے انتظامی اُمور اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔ شیر خان وزیر بنایا گیا کچھ عرصہ بعد لاڈو ملکہ وفات پا گئی تو شیر خان کے پاس پوری حکومت آ گئی اور اب اس نے مغلوں کو ہندوستان سے نکالنے کا پکّا ارادہ کر لیا۔ کئی سال تک فریقین کے درمیان برصغیر کے تخت شاہی کے لیے لڑائیاں ہوتی رہیں، بالآخر 1540 میں قنوج کی جنگ کے بعد جب ہمایوں ایران چلا گیا تو اس فتح کے بعد شیر خان پورے ہندوستان کا مالک بن گیا۔ شیر خان نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اور شیر شاہ سوری کا لقب اختیار کیا۔ شیر شاہ سوری نے پنجاب اور سرحدی ضلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد مالوہ، بنگالہ (گجرات)، چتوڑ کو بھی اپنے ماتحت لے آیا۔ 1544 میں کالنجر کے راجہ کرن سنگھ سے جنگ چھیڑ دی۔ چھ ماہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر کالنجر کا قلعہ فتح ہو گیا۔ محاصرے کے دوران بارود میں آگ لگ جانے سے شیر شاہ سوری زخمی ہو گیا۔ 1545 میں شیر شاہ سوری قلعہ کی فتح کی خبر سن کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔[3]

شیر شاہ سوری نے پانچ سال کے مختصر عرصہ میں اپنی مضبوط حکومت قائم کی۔ اس کی وفات کے وقت تک اس کی حکومت تمام شمالی برصغیر میں قائم ہو چکی تھی۔ یہ کوئی معمولی کام نہ تھا لیکن شیر شاہ کا سب سے بڑا کارنامہ اس کا وہ نظام حکومت تھا جس کی بنیادوں پر مغلوں نے اپنی مضبوط اور پائیدار سلطنت قائم کی۔ شیر شاہ سوری عسکری صلاحیتوں کا حامل انسان تھا اس نے اپنے دور حکومت میں کئی مفید کام کروائے۔ جیسا کہ اس نے تمام ملک کی زرعی زمین پیمائش کرا کے لگان مقرر کیا، اس نے سڑکوں کے نظام کو بہتر کیا، اور بڑی بڑی سڑکیں بنوائیں جن کے چار، چار میل کے فاصلے کے کنارے پر سرائیں تعمیر کرائیں، اور سایہ دار درخت لگوائے ان سڑکوں میں سب سے مشہور سڑک وہ ہے جو ڈھاکہ سے پشاور تک جاتی ہے اور بڑی سڑک یا جرنیلی سڑک کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سڑک لاہور کے پاس سے گزرتی ہے۔ ان سڑکوں کی وجہ سے نہ صرف تجارت بڑھی بلکہ دیہات بھی الگ نہ رہے اور وہ بھی ان سڑکوں کی وجہ سے شہروں سے مل گئے۔ ڈاک کا انتظام اتنا اچھا تھا کہ بنگال کی خبر تیسرے روز بادشاہ کے پاس پہنچ جاتی تھی۔ کاشت کاروں کی آمدن میں بہتری کے لیے مالیہ پیداوار کا ایک تہائی لیا جاتا تھا

اور کاشتکاروں کی مرضی پر یہ منحصر تھا کہ وہ لگان پیسوں کی صورت میں یا جنس کی صورت میں ادا کریں۔[4] شیر شاہ سوری نے یہ قانون بنایا کہ جس علاقہ میں رہزنی ہوئی ہو اور ڈاکو گرفتار نہ ہوئے ہوں تو جتنا مال وہ لے گئے ہوں وہ اس علاقہ سے دلایا جائے جس میں چوری ہوئی ہو۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رہزنی کی وارداتیں ختم ہو گئیں۔شیر شاہ نے اپنے ہندو اور مسلمان رعایا کے ساتھ یکساں سلوک کیا ۔ہندوؤں کو اونچے عہدے دیئے اور کوشش کی کہ ملک میں امن وامان رہے اور لوگ خوشحال رہیں۔[5]

1542 میں پورن مل ولد راجہ سلہدی پورمیہ نے قلعہ رائے سین میں طاقت پکڑ کر بغاوت کر دی۔ پورن مل نے اس علاقے کے اکثر پرگنات (ضلع) پر قبضہ کر کے دو ہزار مسلمان عورتیں اپنے حرم میں داخل کر رکھی تھیں یہ مسلمان عورتیں رقاصاؤں کا کام سرانجام دیتی تھیں۔ شیر شاہ سوری یہ سن کر بہت غصے میں آ گیا، چنانچہ اس نے رائے سین قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کی طوالت سے شیر شاہ سوری نے صلح کی بات چیت شروع کی اس نے پورن مل سے یہ وعدہ کیا کہ وہ اس کی جان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ پورن مل اپنے بیوی بچوں اور چار ہزار راجپوتوں کے ساتھ قلعہ سے باہر ایک جگہ قیام پذیر ہوا لیکن چند روز بعد چندیری کے معزز خاندان کی عورتوں نے شیر شاہ سوری کے پاس آ کر کہا کہ تو نہیں جانتا کہ اس کافر نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس نے ہمارے خاوندں کے گلے کاٹے، ہمیں لونڈی بنایا، ہماری لڑکیوں کو گلی گلی نچوایا، تمام مال واسباب چھین لیا ہم ہر وقت یہ دعا کرتے تھے کہ کوئی اچھا بادشاہ آ کر اس ظلم کا خاتمہ کروائے۔ اگر تو آج ہمارا انصاف نہیں کرے گا تو کون کرے گا۔ شیر شاہ سوری نے کہا کہ میں تو ان سے پہلے عہد و پیمان کر چکا ہوں اسے توڑ نہیں سکتا۔ اس پر ان عورتوں نے کہا کہ علمائے مذہب سے پوچھ کہ ایسے عہد کا قائم رکھنا درست ہے کہ نہیں۔ لشکر میں موجود سید رفیع الدین صفوی اور علماء بلائے گئے انہوں نے پورن مل کے قتل کا فتویٰ دے دیا لہٰذا شیر شاہ اور اس کے لشکر نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا۔ راجپوت بہادری سے لڑے لیکن اتنے بڑے لشکر کے سامنے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور مارے گئے، اپنی عورتوں اور بچوں کو انہوں نے خود مار کر ختم کر دیا۔[6]

شیر شاہ سوری نے ہندوؤں کے ساتھ نہایت مہربانی کا سلوک کیا۔ بہت سے ہندوؤں نے فارسی پڑھ پڑھ کر دکن کی طرح شمالی ہندوستان میں بھی دفاتر میں سرکاری نوکریاں حاصل کیں۔ راجہ ٹوڈر مل جو اکبر کے نورتن میں شامل ہے وہ شیر شاہ سوری ہی کا تربیت کردہ تھا اور اس کے محکمہ مالگزاری کا دیوان تھا۔[7] شیر شاہ سوری نے بہت سے مدرسے اور درسگاہیں قائم کیں۔ تعلیم کو عام کرنے کی خاطر اس نے ہندو اور مسلمان طلباء کو وظائف دیئے، جگہ جگہ مسافروں کی سہولت کے لیے سرائیں بنی ہوئی تھیں ان میں ہندو اور مسلمان کے رہنے کے لیے الگ الگ مکان تھے۔ اس نے یہ الگ الگ مکان اس لیے نہیں بنوائے تھے کہ شیر شاہ سوری ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین کچھ فرق کرتا تھا اور ان کا ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتا تھا بلکہ شیر شاہ سوری نے یہ انتظام اس لیے کیا تھا کہ ہندوؤں کو آرام پہنچے کیونکہ وہ چھوت چھات کے قائل تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتے تھے اور ان کے کھانے پینے کی چیزیں بھی مختلف ہوتی تھیں۔ ہر سرائے کے ایک دروازے پر مسلمانوں کو پکا ہوا کھانا مفت ملتا تھا اور دوسرے دروازے سے ہندوؤں کو آٹا اور گھی وغیرہ ملتا تھا، ان کے لیے سراؤں میں ہندو باورچی مقرر تھے۔[8]

سلطان محمود غزنوی کا بحری بیڑہ جو بعد میں شیر شاہ سوری کے ہاتھ آ گیا تھا اس میں ادنٰی ذات کے ہندوؤں کی بہتات تھی۔ اس کے افسر نوارامحالوں کے ہندوز میندار و جاگیر دار تھے انہیں نہ تو شیر شاہ سوری نے اور نہ ٹوڈر مل نے ایجاد کیا تھا۔[9] شیر شاہ سوری کا شروع سے ہی یہ اصول تھا کہ وہ کسی جماعت یا فرقہ کے حقوق میں کوئی دست درازی نہیں کرتا تھا بلکہ انہیں ویسا ہی قائم رکھ کر ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا تھا۔ اس لیے یہ بات قرین قیاس ہے کہ اس نے ان نواروں کی جاگیر کو ضبط نہیں کیا ہو گا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ایک تو نوار محال کے طبقوں میں اضطراب پیدا ہوتا دوسرے شیر شاہ سوری کو جنگی بیڑے کے لیے ملاح و سپاہی ملنے میں مشکل پیدا ہو سکتی تھی۔ لیکن شیر شاہ ملاحوں کی وفاداری پر پورا اعتماد نہیں کر سکتا تھا خصوصاً جب کبھی انہیں اپنے ہی ہم وطنوں کے خلاف لڑانا پڑے۔ اس لیے شیر شاہ نے اس بیڑہ میں سرہنگ[10] اور سرداروں کے عہدہ پر افغانوں کی بھرتی کی۔[11]

شیر شاہ سوری کی وفات کے بعد اس کے چھوٹے بیٹے جلال خان کو افغان امراء نے تخت پر بٹھا دیا۔ جلال خان نے اسلام شاہ کا لقب اختیار کیا لیکن خاص وعام کی زبان پر سلیم شاہ سوری چڑھ گیا، لہٰذا وہ اسی لقب سے معروف ہوا۔ انتظامی قابلیت اس نے باپ سے ورثے میں پائی تھی ۔ سلیم شاہ سوری نے اپنے دور میں کئی رفاہ عامہ کے کام کروائے۔ کئی قلعوں کی تعمیر کروائی اس کے دور میں کئی سازشیں اور بغاوتیں بھی ہوئیں، سلیم شاہ سوری پر قاتلانہ حملے بھی کیے گئے لیکن ناکام رہے۔ اس نے اہل سازش کو سخت سزائیں دیں اور خود افغانوں کا دشمن ہو گیا ۔[12] شیر شاہ سوری کے زمانے میں جو مدد معاش اور ائمہ لوگوں کو دیا گیا تھا وہ سلیم شاہ سوری کے زمانہ اسی طرح تمام ہندوستان میں جاری رہے۔ اس کی تعمیر کردہ سرائیں اور باغات کم نہ ہونے پائے اور لاپرواہی سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔ بہت سی نئی سرائیں بنوائیں، راستوں میں پانی کا انتظام کیا، اس نے لنگر خانے بھی جاری کیے جن میں مسلمانوں کو پکا ہوا کھانا اور ہندوؤں کو اناج دیا جاتا تھا۔ مزید اس نے یہ کیا کہ سلطنت کی تمام زمین کو خالصہ بنا دیا، سپاہیوں کو نقد تنخواہ دی جانے لگی۔ محکمہ قضا میں پٹھان اور ہندی قاضی متعین کیے، سنار گاؤں سے لے کر کابل کی سرحدوں تک اس نے فوجی چھاؤنیاں تعمیر کیں۔ سلیم شاہ سوری کا زمانہ علم و علماء کے اعتبار سے بڑا زرخیز تھا اور یہ بادشاہ اہل علم کا بہت قدردان تھا۔ اس کے دربار میں شعر و شاعری اور مختلف مسائل پر علماء کے درمیان مذاکروں اور مباحثوں کا ہنگامہ بپا رہتا۔[13] سوری خاندان کے ماتحت ہندو سرداروں کو دوستوں یا دشمنوں کی حیثیت سے حقیر نہیں سمجھا جاتا تھا اور انہیں ذمہ داری کے عہدے دیئے جاتے تھے۔[14] سلیم شاہ نے افغانوں پر نہایت سختی سے حکومت کی لیکن کاشتکاروں اور تجار کے ساتھ اپنے باپ کی طرح نرمی کا برتاؤ کیا۔ اس کے دور میں ہندو کلرک فارغ البال تھے اور سول کے محکموں میں ان کا غلبہ تھا۔ ان کے مقابلہ میں افغانوں کی حالت خستہ تھی اگر شیر شاہ نے ٹوڈر مل کو پایا تھا تو اس کے بیٹے نے اس سے بھی زیادہ نمایاں ہستی ہیموں[15] کو ڈھونڈ نکالا۔ سلیم شاہ سوری کے بعد جب سوری حکومت لڑکھڑانے لگی تو ہیموں نے ہی اسے سہارا دیا۔ سوری عہد میں ہیموں کو وہ مرتبہ اور اقتدار حاصل ہوا جو مغل حکومت میں راجہ مان سنگھ کچھوراہہ اور دیگر ہندو خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتے تھے۔ سلیم شاہ سوری نے اپنے باپ کی طرح سیاست کو مذہب سے دور رکھا اس کے احکام کی دو کسوٹیاں تھیں: ایک یہ کہ وہ وقت ضرورت کے مطابق ہو اور دوسرے یہ کہ اس کا اطلاق ہر فرد پر مساوی ہو۔[16]

1554 میں سلیم شاہ سوری انتقال کر گیا تو ہر جگہ سلطنت کے مدعی اپنی بادشاہت قائم کرنے میں لڑائی جھگڑا کرنے لگے۔ سلیم شاہ سوری کے بعد ہمایوں نے مختصر فوج کے ساتھ قلعہ رہتاس فتح کر لیا۔1554 میں پنجاب کا افغان صوبیدار احمد خان خانہ جنگی میں حصّہ لینے اور سلطنت کو لینے کے لیے پوری فوج کے ساتھ دہلی چلا گیا تو مغلوں نے بڑھ کر اطمینان سے لاہور پر قبضہ کر لیا۔[17]

نتائج تحقیق: زیر نظر مقالہ سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں:۔

1۔ شیر شاہ سوری نے پانچ سال کے مختصر عرصہ میں اپنی مضبوط حکومت قائم کی۔اس کی وفات کے وقت تک اس کی حکومت تمام شمالی برصغیر میں قائم ہو چکی تھی۔

2۔ شیر شاہ سوری عسکری صلاحیتوں کا حامل انسان تھا اس نے اپنے دور حکومت میں کئی مفید کام کروائے۔

3۔ شیر شاہ سوری نے تمام ملک کی زرعی زمین پیمائش کرا کے لگان مقرر کیا، اس نے سڑکوں کے نظام کو بہتر کیا، اور بڑی بڑی سڑکیں بنوائیں جن کے چار، چار میل کے فاصلے کے کنارے پر سرائیں تعمیر کرائیں، اور سایہ دار درخت لگوائے۔ ان سڑکوں کی وجہ سے نہ صرف تجارت بڑھی بلکہ دیہات بھی الگ نہ رہے اور وہ بھی ان سڑکوں کی وجہ سے شہروں سے مل گئے۔

4۔ زیر نظر دور میں ڈاک کا انتظام اتنا اچھا تھا کہ بنگال کی خبر تیسرے روز بادشاہ کے پاس پہنچ جاتی تھی۔

5۔ کاشت کاروں کی آمدن میں بہتری کے لیے مالیہ پیداوار کا ایک تہائی لیا جاتا تھا اور کاشتکاروں کی مرضی پر یہ منحصر تھا کہ وہ لگان پیسوں کی صورت میں یا جنس کی صورت میں ادا کریں۔

6۔ شیر شاہ سوری نے ہندوؤں کے ساتھ نہایت مہربانی کا سلوک کیا۔ بہت سے ہندوؤں نے فارسی پڑھ پڑھ کر دکن کی طرح شمالی ہندوستان میں بھی دفاتر میں سرکاری نوکریاں حاصل کیں۔

7۔ شیر شاہ سوری نے ہندو اور مسلمان دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا۔ ہندوؤں کو اونچے عہدے دیئے اور کوشش کی کہ ملک میں امن وامان رہے اور لوگ خوشحال رہیں۔

8۔ شیر شاہ سوری کے زمانے میں جو مدد معاش اور ائمہ لوگوں کو دیا گیا تھا وہ سلیم شاہ سوری کے زمانہ اسی طرح تمام ہندوستان میں جاری رہا۔

9۔ سلیم شاہ سوری نے بہت سی نئی سرائیں بنوائیں، راستوں میں پانی کا انتظام کیا، اس نے لنگر خانے بھی جاری کیے جن میں مسلمانوں کو پکا ہوا کھانا اور ہندوؤں کو اناج دیا جاتا تھا۔

10۔ سلیم شاہ سوری نے یہ کیا کہ سلطنت کی تمام زمین کو خالصہ بنا دیا، سپاہیوں کو نقد تنخواہ دی جانے لگی۔

11۔ سلیم شاہ سوری نے محکمہ قضا میں پٹھان اور ہندی قاضی متعین کیے۔

12۔ سلیم شاہ سوری نے سنار گاؤں سے لے کر کابل کی سرحدوں تک اس نے فوجی چھاؤنیاں تعمیر کیں۔

13۔ سلیم شاہ سوری کا زمانہ علم و علماء کے اعتبار سے بڑا زرخیز تھا اور یہ بادشاہ اہل علم کا بہت قدر دان تھا۔ اس کے دربار میں شعر و شاعری اور مختلف مسائل پر علماء کے درمیان مذاکروں اور مباحثوں کا ہنگامہ بپا رہتا۔

14۔ سلیم شاہ سوری نے اپنے باپ کی طرح سیاست کو مذہب سے دور رکھا اس کے احکام کی دو کسوٹیاں تھیں: ایک یہ کہ وہ وقت ضرورت کے مطابق ہو اور دوسرے یہ کہ اس کا اطلاق ہر فرد پر مساوی ہو۔

15۔ سوری خاندان کے ماتحت ہندو سرداروں کو دوستوں یا دشمنوں کی حیثیت سے حقیر نہیں سمجھا جاتا تھا اور انہیں ذمہ داری کے عہدے دیئے جاتے تھے۔

قرآن و سنت اور تعلیماتِ نبویؐ پر مبنی ان ہدایات اور تعلیمات سے پتا چلتا ہے کہ اسلام احترامِ انسانیت اور رواداری کا دین ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں، جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ غیر مسلموں سے کسی قسم کا امتیازی رویہ اور ان پر ظلم و تعدّی اسلامی تعلیمات کے قطعی منافی ہے۔ قرآن کریم، احادیثِ نبویؐ اور سیرت پاک میں ہمیں غیر مسلموں کے سلسلے میں جو ہدایات اور مثالی تعلیمات ملتی ہیں، بلاشبہ وہ ایک مسلمان کے لیے روشن نمونہ عمل اور اسلامی ریاست کا ابدی دستور ہیں، جن پر عمل کرنا اسلامی ریاست اور مسلمانوں کی اجتماعی ذمے داری ہے۔

حوالہ جات:

1 فرشتہ، قاسم محمد: تاریخ فرشتہ، لاہور، بک ٹاک ٹیمپل روڈ، 1991، 157:2

2 ایضاً، ص160

3 ایضاً، ص166

4 کالکارنجن قانون گو: شیر شاہ سوری اور اس کا عہد، لاہور، تخلیقات ٹیمپل روڈ، 1996، ص495

5 ثروت صولت: ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، پرائیویٹ لمیٹڈ، 2004، 272:2۔ مبارک علی، ڈاکٹر: عہد وسطیٰ کا ہندوستان، لاہور، سانجھ ٹیمپل روڈ، 2008، ص65

6 نظام الدین احمد خواجہ: طبقات اکبری لاہور اردو سائنس بورڈ اپر مال، 2008، 132:2۔ ذکاء اللہ، دہلوی محمد مولوی: تاریخ ہندوستان، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 1998، 318:3

7 صباح الدین عبدالرحمٰن: مقالات سلیمان، اسلام آباد، نیشنل بک فاونڈیشن، 1989، 15:1

8 کالکارنجن قانون گو: شیر شاہ سوری اور اس کا عہد، ص 495۔ عزیز احمد، پروفیسر: برصغیر میں اسلامی کلچر (مترجم ڈاکٹر جمیل جالبی)، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، 1997، ص130

9 بنگال کے سرکاری نواڑہ کا انتظام اس طرح ہوتا تھا جیسا کہ دوسرے اداروں کا ہوتا تھا، بابر لکھتا ہے "زمانہ قدیم سے بنگال میں یہ دستور رہا ہے کہ خزانہ عامرہ کے بار کے عوض پرگنے (ضلع) دیئے جاتے تھے، ان اخراجات کو برداشت کرنے کے لیے زمین پر کوئی محصول (ٹیکس) نہیں لگایا جاتا تھا۔(بابر ظہیر الدین، محمد: تزک بابری (مترجم رشید اختر ندوی)، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 2004، ص 483)

10 سرہنگ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ملاح یا سردار کے ہیں۔ یہ ایک خطاب ہے جو بحر دار کے ساتھ ملحق ہے مثلاً بنگال کے جنوب مشرق کے سردار بحر دار، یہ لوگ جنگی بیڑہ کے کپتان ہوتے تھے۔(کالکا رنجن قانون گو: شیر شاہ سوری اور اس کا عہد، ص 505-508)

11 کالکا رنجن قانون گو: شیر شاہ سوری اور اس کا عہد، ص 505-508

12 محمد قاسم فرشتہ: تاریخ فرشتہ (مترجم خواجہ عبد الحئی) 176:2

13 اسحاق بھٹی، محمد: فقہائے ہند، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، 1976، 45:3

14 نظام الدین احمد، خواجہ: طبقات اکبری 119:2

15 یہ وزیر ہندو تھا۔ اکرام، محمد شیخ: رود کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، 1994، ص 80

16 کالکا رنجن قانون گو: شیر شاہ سوری اور اس کا عہد، ص 695

17 فرشتہ: تاریخ فرشتہ (مترجم خواجہ عبد الحئی) 184:2

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.